ماہنامہ
پیغامِ حق
ISSN: 2308-2208
جلد: ۱۲
شمارہ: ۳
اشاعت: مارچ ۲۰۱۸ء
مدیر: ڈاکٹر سید ذوالفقار حسین بخاری
ناشر: ادارۂ اشاعتِ دینی، ۱۴ کوچۂ کتب، لاہور
فون: 8252028

ایمان بالغیب اور سائنسی دعوے: ایک علمی و عقلی جائزہ

از: ڈاکٹر عبدالرحمٰن فاروقی

(یہ مضمون ۱ جنوری سے ۲ جنوری 2018ء کو ادارۂ اشاعتِ دینی کے زیرِ اہتمام منعقدہ ایک روزہ علمی مجلس میں پیش کیا گیا۔)

ہمارے ہاں بعض حلقوں کی طرف سے یہ تاثر بار بار دیا جاتا ہے کہ جدید سائنس نے جو کچھ دریافت کر لیا ہے، اس کے بعد مذہب کے بیان کردہ امور کی کوئی علمی حیثیت باقی نہیں رہی۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ ارتقا نے خدا کی ضرورت ختم کر دی، کبھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ دماغ کے اسکین نے روح کا راز کھول دیا، اور کبھی یہ شور مچایا جاتا ہے کہ کوانٹم فزکس نے ہر چیز کو اضافی بنا دیا ہے۔ ان دعووں کی تکرار اتنی زیادہ ہے کہ عام قاری کے لیے یہ فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کون سی بات واقعی سائنس کی تحقیق ہے اور کون سی بات محض سائنس کے نام پر کی جانے والی فلسفیانہ قیاس آرائی۔

اس مضمون کا مقصد نہ تو سائنس کی مخالفت ہے اور نہ ہی سائنسی ترقی کو رد کرنا۔ ہم سائنس کی بہت سی دریافتوں کو انسانیت کے لیے نعمت سمجھتے ہیں اور ان کے لیے شکر گزار ہیں۔ ہمارا اعتراض صرف اس رویّے پر ہے جس میں سائنس کے محدود دائرۂ کار کو بڑھا کر پوری حقیقت پر محیط قرار دے دیا جاتا ہے۔ یہ رویّہ نہ تو سائنس کی خدمت ہے اور نہ ہی عقل کی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ سائنس واقعی کیا کہتی ہے، کیا کچھ کہنے کی اس کے پاس صلاحیت ہی نہیں، اور کہاں جا کر سائنس کا نام لینا محض ایک علمی دھوکا بن جاتا ہے۔

سائنس کا دائرۂ کار: کیا ثابت کیا جا سکتا ہے اور کیا نہیں

سائنس کی بنیاد مشاہدے، تجربے اور قابلِ پیمائش نتائج پر ہے۔ جو بات دہرائی جا سکے، ناپی جا سکے اور جس کے بارے میں پیش گوئی کی جا سکے، وہ سائنس کے دائرے میں آتی ہے۔ اسی لیے سائنس مادّے، توانائی، کیمیا، حیاتیات اور کائنات کے طبیعی نظام کے بارے میں بہت کچھ بتا سکتی ہے۔ لیکن یہ دائرہ اپنی حدود بھی رکھتا ہے۔ سائنس یہ نہیں بتا سکتی کہ کائنات کا کوئی مقصد ہے یا نہیں، انسان کی زندگی کا کوئی اخلاقی معیار ہے یا نہیں، یا موت کے بعد کچھ ہے یا نہیں۔ یہ سوال تجربہ گاہ میں حل نہیں ہوتے، اس لیے سائنس ان پر نہ ہاں کہہ سکتی ہے نہ نہیں۔

جب کوئی شخص کہتا ہے کہ سائنس نے خدا کو ختم کر دیا، تو وہ دراصل سائنس کے ساتھ ایک زیادتی کرتا ہے۔ سائنس نے کبھی خدا کو ثابت یا رد کرنے کا دعویٰ نہیں کیا، کیونکہ یہ اس کے دائرے سے باہر کا سوال ہے۔ یہ دعویٰ سائنس کا نہیں بلکہ ایک فلسفیانہ رائے ہے، جسے سائنس کا لبادہ اوڑھا دیا گیا ہے۔ اسی طرح جب کوئی کہتا ہے کہ دماغ کے اسکین نے شعور کا راز کھول دیا، تو وہ بھی سائنس کی حدود سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ ہم دماغ کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں، مگر یہ جاننا کہ شعور کیا ہے، ابھی تک ایک کھلا سوال ہے۔

کوانٹم فزکس اور اضافیت: مشاہدے کا کردار

کوانٹم فزکس اور اضافیت کے بارے میں بھی بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ کوانٹم فزکس نے ایٹم اور ذیلی ایٹمی ذرّات کی دنیا میں ہمیں حیران کن رویّے دکھائے ہیں، جیسے ایک ہی وقت میں ایک ذرّے کا دو جگہوں پر ہونا۔ لیکن یہ کہنا کہ کوانٹم فزکس نے حقیقت کو ذہن کا وہم بنا دیا، ایک بڑی غلط فہمی ہے۔ کوانٹم فزکس کی مساوات ایٹم کے اندر کے رویّے کو بیان کرتی ہیں، اور ان کی پیش گوئیاں تجربہ گاہ میں بار بار درست ثابت ہوئی ہیں۔ یہ کہنا کہ مشاہدہ ہی حقیقت بناتا ہے، ایک فلسفیانہ دعویٰ ہے، سائنسی نتیجہ نہیں۔

اضافیت کے بارے میں بھی یہی ہوا ہے۔ آئن سٹائن کے نظریات نے ہمیں بتایا کہ وقت اور پیمائش مطلق نہیں بلکہ حالت پر منحصر ہیں، اور یہ بات تجربے سے ثابت ہو چکی ہے۔ لیکن اضافیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہر شخص اپنی مرضی سے سچ گھڑ لے۔ اضافیت کا دائرہ طبیعی پیمائشوں تک محدود ہے، اخلاق یا مذہب تک نہیں۔ اس کو بنیاد بنا کر یہ کہنا کہ ہر شخص کا سچ الگ ہے، سائنس کا غلط استعمال ہے۔

ارتقا اور خدا: دونوں کا ایک ساتھ ہونا

ارتقا کا نظریہ بھی اکثر غلط انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ارتقا نے خدا کی ضرورت ختم کر دی، حالانکہ ارتقا صرف یہ بتاتا ہے کہ جاندار وقت کے ساتھ کیسے بدلے۔ یہ نہیں بتاتا کہ زندگی کیوں ہے، یا کائنات کا کوئی مقصد ہے یا نہیں۔ ایک شخص ارتقا پر پورا یقین رکھتے ہوئے بھی کہہ سکتا ہے کہ کائنات کا ایک خالق ہے، اور ایک دوسرا شخص ارتقا کو نہ مانتے ہوئے بھی خدا کا انکار کر سکتا ہے۔ یہ دونوں باتیں الگ الگ سوالوں کے جواب ہیں۔

دماغ، شعور اور روح

دماغ کے بارے میں ہونے والی تحقیق واقعی بہت دلچسپ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ یادداشت، جذبات، فیصلہ سازی اور زبان کے مراکز دماغ کے کون سے حصوں میں ہیں۔ لیکن یہ جاننا کہ شعور کیا ہے، ابھی تک ایک کھلا سوال ہے۔ کوئی نیورو سائنٹسٹ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے شعور کو مکمل طور پر سمجھ لیا ہے۔ اس لیے جب کوئی کہتا ہے کہ دماغ کے اسکین نے روح کا راز کھول دیا، تو یہ سائنس نہیں بلکہ ایک فلسفیانہ دعویٰ ہے، جسے سائنس کا لبادہ اوڑھا دیا گیا ہے۔

ایمان بالغیب کی اصل بنیاد

ایمان بالغیب کا مطلب یہ نہیں کہ ہم عقل کو بند کر دیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری عقل کی ایک حد ہے، اور اس حد کے پار کچھ ایسی حقیقتیں ہیں جن تک ہم اپنے حواس اور تجربہ گاہ کے ذریعے نہیں پہنچ سکتے۔ یہ رویّہ سائنس کے بھی خلاف نہیں، کیونکہ خود سائنس بھی بہت سی باتیں مفروضوں کی بنیاد پر مانتی ہے، جنہیں وہ ابھی ثابت نہیں کر سکی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ سائنس اپنے مفروضوں کو ظاہر کرتی ہے، جبکہ بعض لوگ اپنے مفروضوں کو سائنس کا نام دے کر پیش کرتے ہیں۔

نتیجہ

سائنس ایک عظیم نعمت ہے، اور اس کی ترقی پر ہر انسان کو فخر ہونا چاہیے۔ لیکن سائنس کی عظمت کو اس کے اصل دائرے میں رہنا چاہیے۔ جب سائنس کو ایک ایسی طاقت بنا دیا جائے جو ہر سوال کا جواب دے سکتی ہے، تو وہ نہ صرف سائنس کے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے بلکہ انسان کو بھی ایک محدود دنیا میں قید کر دیتی ہے۔ ہمیں سائنس کا احترام کرنا چاہیے، اس سے سیکھنا چاہیے، اور اس کی روشنی میں اپنی زندگی کو بہتر بنانا چاہیے۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ انسان کی عقل، اس کا دل اور اس کی روح کے سوالات سائنس کی لیبارٹری سے بڑے ہیں۔

(یہ مضمون ۱ جنوری سے ۲ جنوری 2018ء کو ادارۂ اشاعتِ دینی کے زیرِ اہتمام منعقدہ ایک روزہ علمی مجلس میں پیش کیا گیا۔)

ایمان بالغیب اور سائنسی دعوے: ایک علمی و عقلی جائزہ

از: ڈاکٹر عبدالرحمٰن فاروقی

ہمارے ہاں بعض حلقوں کی طرف سے یہ تاثر بار بار دیا جاتا ہے کہ جدید سائنس نے جو کچھ دریافت کر لیا ہے، اس کے بعد مذہب کے بیان کردہ امور کی کوئی علمی حیثیت باقی نہیں رہی۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ ارتقا نے خدا کی ضرورت ختم کر دی، کبھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ دماغ کے اسکین نے روح کا راز کھول دیا، اور کبھی یہ شور مچایا جاتا ہے کہ کوانٹم فزکس نے ہر چیز کو اضافی بنا دیا ہے۔ ان دعووں کی تکرار اتنی زیادہ ہے کہ عام قاری کے لیے یہ فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کون سی بات واقعی سائنس کی تحقیق ہے اور کون سی بات محض سائنس کے نام پر کی جانے والی فلسفیانہ قیاس آرائی۔

اس مضمون کا مقصد نہ تو سائنس کی مخالفت ہے اور نہ ہی سائنسی ترقی کو رد کرنا۔ ہم سائنس کی بہت سی دریافتوں کو انسانیت کے لیے نعمت سمجھتے ہیں اور ان کے لیے شکر گزار ہیں۔ ہمارا اعتراض صرف اس رویّے پر ہے جس میں سائنس کے محدود دائرۂ کار کو بڑھا کر پوری حقیقت پر محیط قرار دے دیا جاتا ہے۔ یہ رویّہ نہ تو سائنس کی خدمت ہے اور نہ ہی عقل کی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ سائنس واقعی کیا کہتی ہے، کیا کچھ کہنے کی اس کے پاس صلاحیت ہی نہیں، اور کہاں جا کر سائنس کا نام لینا محض ایک علمی دھوکا بن جاتا ہے۔

سائنس کا دائرۂ کار: کیا ثابت کیا جا سکتا ہے اور کیا نہیں

سائنس کی بنیاد مشاہدے، تجربے اور قابلِ پیمائش نتائج پر ہے۔ جو بات دہرائی جا سکے، ناپی جا سکے اور جس کے بارے میں پیش گوئی کی جا سکے، وہ سائنس کے دائرے میں آتی ہے۔ اسی لیے سائنس مادّے، توانائی، کیمیا، حیاتیات اور کائنات کے طبیعی نظام کے بارے میں بہت کچھ بتا سکتی ہے۔ لیکن یہ دائرہ اپنی حدود بھی رکھتا ہے۔ سائنس یہ نہیں بتا سکتی کہ کائنات کا کوئی مقصد ہے یا نہیں، انسان کی زندگی کا کوئی اخلاقی معیار ہے یا نہیں، یا موت کے بعد کچھ ہے یا نہیں۔ یہ سوال تجربہ گاہ میں حل نہیں ہوتے، اس لیے سائنس ان پر نہ ہاں کہہ سکتی ہے نہ نہیں۔

جب کوئی شخص کہتا ہے کہ سائنس نے خدا کو ختم کر دیا، تو وہ دراصل سائنس کے ساتھ ایک زیادتی کرتا ہے۔ سائنس نے کبھی خدا کو ثابت یا رد کرنے کا دعویٰ نہیں کیا، کیونکہ یہ اس کے دائرے سے باہر کا سوال ہے۔ یہ دعویٰ سائنس کا نہیں بلکہ ایک فلسفیانہ رائے ہے، جسے سائنس کا لبادہ اوڑھا دیا گیا ہے۔ اسی طرح جب کوئی کہتا ہے کہ دماغ کے اسکین نے شعور کا راز کھول دیا، تو وہ بھی سائنس کی حدود سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ ہم دماغ کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں، مگر یہ جاننا کہ شعور کیا ہے، ابھی تک ایک کھلا سوال ہے۔ کوئی نیورو سائنٹسٹ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے شعور کو مکمل طور پر سمجھ لیا ہے۔ اس لیے جب کوئی کہتا ہے کہ دماغ کے اسکین نے روح کا راز کھول دیا، تو یہ سائنس نہیں بلکہ ایک فلسفیانہ دعویٰ ہے، جسے سائنس کا لبادہ اوڑھا دیا گیا ہے۔

کوانٹم فزکس اور اضافیت: مشاہدے کا کردار

کوانٹم فزکس اور اضافیت کے بارے میں بھی بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ کوانٹم فزکس نے ایٹم اور ذیلی ایٹمی ذرّات کی دنیا میں ہمیں حیران کن رویّے دکھائے ہیں، جیسے ایک ہی وقت میں ایک ذرّے کا دو جگہوں پر ہونا۔ لیکن یہ کہنا کہ کوانٹم فزکس نے حقیقت کو ذہن کا وہم بنا دیا، ایک بڑی غلط فہمی ہے۔ کوانٹم فزکس کی مساوات ایٹم کے اندر کے رویّے کو بیان کرتی ہیں، اور ان کی پیش گوئیاں تجربہ گاہ میں بار بار درست ثابت ہوئی ہیں۔ یہ کہنا کہ مشاہدہ ہی حقیقت بناتا ہے، ایک فلسفیانہ دعویٰ ہے، سائنسی نتیجہ نہیں۔

اضافیت کے بارے میں بھی یہی ہوا ہے۔ آئن سٹائن کے نظریات نے ہمیں بتایا کہ وقت اور پیمائش مطلق نہیں بلکہ حالت پر منحصر ہیں، اور یہ بات تجربے سے ثابت ہو چکی ہے۔ لیکن اضافیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہر شخص اپنی مرضی سے سچ گھڑ لے۔ اضافیت کا دائرہ طبیعی پیمائشوں تک محدود ہے، اخلاق یا مذہب تک نہیں۔ اس کو بنیاد بنا کر یہ کہنا کہ ہر شخص کا سچ الگ ہے، سائنس کا غلط استعمال ہے۔

ارتقا اور خدا: دونوں کا ایک ساتھ ہونا

ارتقا کا نظریہ بھی اکثر غلط انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ارتقا نے خدا کی ضرورت ختم کر دی، حالانکہ ارتقا صرف یہ بتاتا ہے کہ جاندار وقت کے ساتھ کیسے بدلے۔ یہ نہیں بتاتا کہ زندگی کیوں ہے، یا کائنات کا کوئی مقصد ہے یا نہیں۔ ایک شخص ارتقا پر پورا یقین رکھتے ہوئے بھی کہہ سکتا ہے کہ کائنات کا ایک خالق ہے، اور ایک دوسرا شخص ارتقا کو نہ مانتے ہوئے بھی خدا کا انکار کر سکتا ہے۔ یہ دونوں باتیں الگ الگ سوالوں کے جواب ہیں۔

دماغ، شعور اور روح

دماغ کے بارے میں ہونے والی تحقیق واقعی بہت دلچسپ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ یادداشت، جذبات، فیصلہ سازی اور زبان کے مراکز دماغ کے کون سے حصوں میں ہیں۔ لیکن یہ جاننا کہ شعور کیا ہے، ابھی تک ایک کھلا سوال ہے۔ کوئی نیورو سائنٹسٹ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے شعور کو مکمل طور پر سمجھ لیا ہے۔ اس لیے جب کوئی کہتا ہے کہ دماغ کے اسکین نے روح کا راز کھول دیا، تو یہ سائنس نہیں بلکہ ایک فلسفیانہ دعویٰ ہے، جسے سائنس کا لبادہ اوڑھا دیا گیا ہے۔

ایمان بالغیب کی اصل بنیاد

ایمان بالغیب کا مطلب یہ نہیں کہ ہم عقل کو بند کر دیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری عقل کی ایک حد ہے، اور اس حد کے پار کچھ ایسی حقیقتیں ہیں جن تک ہم اپنے حواس اور تجربہ گاہ کے ذریعے نہیں پہنچ سکتے۔ یہ رویّہ سائنس کے بھی خلاف نہیں، کیونکہ خود سائنس بھی بہت سی باتیں مفروضوں کی بنیاد پر مانتی ہے، جنہیں وہ ابھی ثابت نہیں کر سکی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ سائنس اپنے مفروضوں کو ظاہر کرتی ہے، جبکہ بعض لوگ اپنے مفروضوں کو سائنس کا نام دے کر پیش کرتے ہیں۔

نتیجہ

سائنس ایک عظیم نعمت ہے، اور اس کی ترقی پر ہر انسان کو فخر ہونا چاہیے۔ لیکن سائنس کی عظمت کو اس کے اصل دائرے میں رہنا چاہیے۔ جب سائنس کو ایک ایسی طاقت بنا دیا جائے جو ہر سوال کا جواب دے سکتی ہے، تو وہ نہ صرف سائنس کے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے بلکہ انسان کو بھی ایک محدود دنیا میں قید کر دیتی ہے۔ ہمیں سائنس کا احترام کرنا چاہیے، اس سے سیکھنا چاہیے، اور اس کی روشنی میں اپنی زندگی کو بہتر بنانا چاہیے۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ انسان کی عقل، اس کا دل اور اس کی روح کے سوالات سائنس کی لیبارٹری سے بڑے ہیں۔

(یہ مضمون ۱ جنوری سے ۲ جنوری 2018ء کو ادارۂ اشاعتِ دینی کے زیرِ اہتمام منعقدہ ایک روزہ علمی مجلس میں پیش کیا گیا۔)